JAMIA LIBRARY
Jamia Millia Islamia
DELHI

ہندوستان
عہدِ عتیق کی تاریخ میں

جناب سید محمود حسن صاحب قیصر امروہوی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۳)

ان عرب تجار کے ہندوستان آنے جانے کا کیا راستہ تھا۔ اس کے بارے میں مولانا تحریر فرماتے ہیں:[1]

" عرب تاجر ہزاروں برس پہلے سے ہندوستان کے ساحل تک آتے تھے اور یہاں کے بیوپار اور پیداوار کو مصر اور شام تک کے ذریعہ یورپ تک پہونچاتے تھے اور وہاں کے سامان کو ہندوستان جزائر ہند، چین اور جاپان تک لے جاتے تھے۔ عربوں کا راستہ یہ تھا کہ وہ مصر و شام کے شہروں سے چل کر خشکی خشکی بحر احمر (ریڈ سی) کے کنارے کنارے حجاز کو طے کر کے یمن تک پہنچتے تھے اور وہاں سے بادبانی کشتیوں پر بیٹھ کر کچھ تو افریقہ اور حبشہ کو چلے جاتے تھے اور کچھ وہیں سے سمندر کے کنارے کنارے حضرموت عمان، بحرین اور عراق کے کناروں کو طے کر کے خلیج فارس کے ایرانی ساحلوں سے گذر کر یا تو بلوچستان کی بندرگاہ تیز میں اتر پڑتے تھے یا پھر آگے بڑھ کر سندھ کی بندرگاہ دیبل (کراچی) میں چلے آتے تھے اور پھر اور آگے بڑھ کر گجرات اور کاٹھیاواڑ کی بندرگاہ "تھانہ" (بمبئی) کھمبات چلے جاتے تھے۔ پھر آگے بڑھتے تھے اور سمندر سمندر کالی کٹ اور راس کماری پہنچتے تھے اور پھر کبھی مدراس کے کسی کنارے پر ٹھہرتے تھے اور کبھی سرندیپ، انڈمان ہو کر پھر سیدھے مدراس کی مختلف بندرگاہوں پر چکر لگاتے ہوئے خلیج بنگال میں داخل ہو جاتے تھے اور بنگال کی ایک دو بندرگاہوں کو دیکھتے ہوئے برہما

[1] عرب اور ہند کے تعلقات (ص ۶-۷)

اور سیام ہو کر چین چلے جاتے تھے۔ اور پھر اسی راستے سے لوٹ آتے تھے۔

الغرض اس نقشے سے معلوم ہوگا کہ ان کے جہازات ہندوستان کے تمام دریائی شہروں اور جزیروں میں برابر چکّر لگایا کرتے تھے اور تاریخ کی یاد سے پہلے سے ان کی مسلسل آمد و رفت جاری تھی"

دوسرے مقام پر موصوف لکھتے ہیں:-[1]

ہم کو جب سے دنیا کے تجارتی حالات کا علم ہے، ہم عربوں کو کاروبار میں مصروف پاتے ہیں اور اسی راستے سے ان کے قافلوں اور کاروانوں کو شام اور مصر تک آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارے پاس دنیا کی بین الاقوامی تاریخ کی سب سے پرانی کتاب "توراۃ" ہے۔ اس میں حضرت ابراہیمؑ کی دو ہی نسل بعد حضرت یوسفؑ کے زمانے میں ہم اس تجارتی قافلے کو اسی راستہ سے گذرتے ہوئے پاتے ہیں اور یہ وہی کارواں ہے جو حضرت یوسفؑ کو مصر پہونچاتا ہے (پیدائش ۳۷: ۲۵) اس راستہ کا ذکر یونانی مورخوں نے بھی کیا ہے۔ الغرض حضرت یوسفؑ کے عہد سے لے کر واسکو ڈی گاما کے زمانہ تک ہندوستان کی تجارت کے مالک عرب ہی رہے"

اس کے بعد قدماء مورخین اسلام کے حسب ذیل بیانات ملاحظہ ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ یورپین محققین نے اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف اسلامی تاریخوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

۱۔ وہب بن منبہ، حارث بن الہمال[ع] کے ذکر میں لکھتا ہے:-[2]

وكانت تأتي هدايا الهند الى	نیز ہندوستان کے ہدئے تبابعہ کے پاس آیا کرتے
التبابعة من اصناف الطيب والمسك و	تھے جن میں بیشتر انواع و اقسام کی خوشبوئیں، مشک
العنبر والكافور وحب البان والبخور و	عنبر، کافور، لوبان، زعفران و دیگر عطریات۔ نیز
الزعفران وغير ذلك من انواع الطيب	سرزمین ہند کے مسالے، سیاہ مرچ اور ہلیلہ جات ہوتے
ومرافق ارض الهند والفلفل، والهليلج	تھے۔ ان کے علاوہ موتی اور عقیق بھی آ

[1] عرب اور ہند کے تعلقات (ص ۴۵) بحوالہ الفنسٹن کی تاریخ ہند کا دسواں باب "تجارت"۔ [2] کتاب التیجان ص ۵۸ [ع] تبابعۂ یمن کے سلسلہ کا چوتھا بادشاہ ہے جو لقمان بن عاد کا بھتیجہ اور ہمال بن عاد کا بیٹا تھا۔ اس کا تفصیلی بیان آگے آئے۔

وغیرہ ویاتی الجواهر والعقیق والدّان ... کرتے تھے۔

۲۔ مسعودی دریاؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:[1]

وكان الأكثر من ماء الفرات ينتهي إلى بلاد الحيرة ثم يتجاوزها ويصب في البحر الحبشي وكان البحر يوم ذلك في الموضع المعروف بالنجف في هذا الوقت وكانت مراكب الهند والصين ترد على ملوك الحيرة فيه.

دریائے فرات کا بیشتر پانی حیرہ کے علاقہ میں آتا تھا اور وہاں سے خلیج فارس کو چلا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں جہاز رانی اُس جگہ تک ہوتی تھی جو آج کل نجف کے نام سے مشہور ہے۔ اور ہند وچین کے جہاز جو شاہان حیرہ کے پاس آتے تھے نجف میں لنگر انداز ہوتے تھے۔

آلوسی "الکلام علی نیران العرب" کے تحت لکھتا ہے:[2]

منها (نار القرى) وهي نار توقد لاستدلال الأضياف بها على المنزل وتسمى أيضا (نار الضيافة) وكانوا يوقدونها على الأماكن المرتفعة لتكون أشهر وربما يوقدونها بالمندلي (وهو عطر ينسب إلى مندل وهو بلد من بلاد الهند ونحوهما يتبخر به) ليهتدي إليه العميان وأشعارهم ناطقة بذلك.

نیران عرب سے ایک قسم "نار القریٰ" تھی اور یہ وہ آگ تھی جو اس لئے روشن کی جاتی تھی تاکہ مہمانوں کو وہ رہنمائی کرے اس کا دوسرا نام "نار الضیافۃ" (مہمانی آگ) بھی تھا۔ عرب اس آگ کو اونچی جگہوں پر روشن کرتے تھے تاکہ دور دور کے لوگ اس کو دیکھ کر آجائیں نیز اکثر وہ اس آگ کو مندلی (یہ ایک عطر ہے جو ہندوستان کے شہر "مندل" کی طرف منسوب ہے) اور اسی قسم کے کسی دوسرے عطر سے روشن کرتے تھے، تاکہ اندھوں کو اس سے رہنمائی ہو۔ عربوں کے اشعار میں اس کا جگہ جگہ ذکر آتا ہے۔

---

[1] مروج الذہب (۱: ۸۵) [2] بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب (۲: ۱۶۱)

یہی مؤلف آگے چل کر "حیرہ" کے ذکر میں لکھتا ہے:[۱]

وکان مکان الحیرۃ اطیب البلاد	"حیرہ" کا محل وقوع تمام شہروں میں سب سے زیادہ پاکیزہ
وارقہ ھواء واخفہ ماء واعذبہ	ہوا کے لحاظ سے نہایت لطیف، پانی کے لحاظ سے نہایت
تربۃ واصفاہ جوًا، قد تعالی عن	ہلکا اور مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ شیریں، نیز
عمق الاریاف، وانقصم عن خزونۃ	فضا کے لحاظ سے نہایت صاف تھا۔ اس کی ترائی میں
الغائط واتصل بالمزارع والجنان	نہ گہرائیاں ہیں نہ اس کی زمین سخت ہے کھیتوں اور باغات
والمتاجر العظام لانھا کانت من	سے اور بڑی بڑی تجارت گاہوں سے وہ قریب ہے اس لئے
ظھر البریۃ علی مرفأ سفن البحر من	کہ ہند اور چین اور دوسرے ممالک سے آنے والے جہازوں
الھند والصین وغیرھما۔	کے اسٹیشنوں پر واقع ہے۔

دوسرے مقام پر ہندوستان سے یمن جانے والی اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:[۲]

واما الذی کان یصل الی الیمن من	لیکن جو چیزیں دور دراز ممالک سے، سمندری راستوں
البلدان البعیدۃ بواسطۃ البحر فالدر	سے یمن میں لائی جاتی تھیں ان میں بیشتر موتی اور یاقوت
والیاقوت واصناف من المسک والکافور	انواع و اقسام کا مشک، کافور، عود تر، ہر قسم کا عطر
والعود الرطب وانواع العطر والفلفل	سیاہ مرچ اور لوہا ہوتا تھا، یہ سب چیزیں ہندوستان
والحدید، ھذا کلہ من بلاد الھند۔	کے شہروں سے آتی تھیں۔

اس کے بعد یمن کے مشہور شہروں کے ذکر میں یہی مؤلف لکھتا ہے:[۳]

ومنھا "عدن" ویقال لھا ابین

سمیت باسم بانیھا وھی مدینۃ علی ساحل	ان شہروں میں ایک شہر "عدن" ہے جسکو ابین بھی کہتے
البحر اعنی بحر الھند جنوب باب المندب	ہیں، اس کا نام اپنے بانی کے نام پر رکھا گیا ہے اور یہ سمندر
بمیلۃ الی الشرق، وکانت ھو مرد حط و	یعنی بحر ہند کے کنارے کا شہر ہے جو باب المندب کے جنوب

۱؎ بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب (۲: ۱۸۷)، ۲؎ ایضاً (۱: ۲۰۳)، ۳؎ ایضاً۔

اقلاع لمراکب الهند ومصر وغیرها۔ | میں مشرق کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہو یہ مصر اور ہندوستان سے آنے والے جہازوں کا اسٹیشن تھا۔

ابن خلدون لکھتا ہے :-[1]

واجتمع ملوك العمالقة ويقال ادوم وخرج لحربهم فهزمهم وغنم أموالهم وكان بعهده من الانبياء الياس بن شوياق واليسع بن شوبات، وقال ابن الحميد: ايليا ومنحيا وملبوديا وكانت له سفن في البحر يجلب فيها بضائع الهند۔

عصرِ حاضر کے مشہور مورخ ڈاکٹر صالح العلی لکھتے ہیں :-[2]

فاما مع الشام فقد كانت علاقتهم وثقى حيث كانوا يصدرون لها بضائع الهند واليمن ويستوردون منها الزيت والحبوب والخمر وربما الاسلحة والجواري والمنسوجات۔ | لیکن شام کے ساتھ ان (عربوں) کا تعلق بہت گہرا تھا اس لئے کہ ان علاقوں میں وہ ہندوستان اور یمن کی پیداوار کو پہونچاتے تھے اور وہاں سے وہ زیتون، اناج اور شراب لے کر آتے تھے اور اکثر وہ ہتھیار اور بنے ہوئے کپڑے بھی لاتے تھے۔

دوسرے مقام پر سلاطینِ سبا کے ذکر میں لکھا ہے :-[3]

لقد كان السبائيون يعتمدون في الملاحة في المحيط الهندي والبحر العربي على حركة الرياح الموسمية ويسيرون سفنهم حسب اوقاتها التي تتبدل حسب | اہلِ سبا کو بحرِ ہند اور بحرِ عرب میں اپنی جہازرانی پر موسمی ہواؤں کے رُخ پر پُورا پُورا اعتماد تھا، وہ اپنی کشتیوں کو اُن کے اوقات کے مطابق جو موسموں کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، چلاتے تھے۔ ان ہواؤں کے اوقات

---

[1] ابن خلدون: تاریخ (۲: ۱۰۳) [2] محاضرات فی تاریخ العرب (ص ۹۵) [3] ایضاً (ص ۲۴)

المواسم تبدلاً تاماً وقد احتفظوا لانفسهم بمواعيد هذه الرياح واعتبروها سرًا لم يبيحوا به لغيرهم مما مكنهم من احتكار تجارة الهند التى كانت تاتيهم بارباح طائلة غير انه فى اواخر القرن الثانى ق.م استطاع هبارخوس وهو احد الملاحين الرومان ان يتعلم مواعيد هذه الرياح الموسمية ثم علمها بدوره الى غيره من اليونانيين فاخذت السفن المصرية والرومانية تبحر بنفسها فى المحيط الهندى و تجلب البضائع من جنوب آسيا والهند من دون حاجة الى وساطة السبائين۔

وہ اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھتے تھے اور اس کو ایک بھید خیال کرتے تھے جس کو وہ کسی دوسرے پر ظاہر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ یہی وہ چیز تھی جس کے سبب ہندوستان کی تجارت پوری طرح ان کے قبضہ میں تھی جو ان کو غیر معمولی فائدہ پہنچاتی تھی - البتہ دوسری صدی قبل مسیح کے آخر میں رومان کے ایک مشہور ملاح "ہبارخوس" نے ان موسمی ہواؤں کے اوقات کو سیکھ لیا پھر اس نے یونان کے دوسرے لوگوں کو بھی اس سے باخبر کر دیا۔ اس کے بعد یونانیوں نے مصری اور رومانی کشتیاں بحر ہند میں رواں کر دیں اور سبائیوں کی وساطت کے بغیر جنوبی ایشیا اور ہندوستان سے مال لانا شروع کر دیا۔

مذکورہ بالا روایات کے علاوہ سب سے بڑا ثبوت ہند اور عرب کے قدیم تجارتی تعلقات کا یہ ہے کہ ہندوستان کی جو جو اشیا عرب ممالک کو جاتی تھیں، اُن کے نام عربی لغت میں وہی ہیں جو ہندی لغت میں مثلاً کافور، مسک، صندل، جائفل، اطریفل، نیلوفر، ہلیلج وغیرہ ایسے تمام الفاظ کی مفصل فہرست مولانا سلیمان ندویؒ نے اپنی کتاب "عرب و ہند کے تعلقات" میں دی ہے۔

اسی کے ساتھ وہ مشہور روایت بھی قیاس میں آتی ہے کہ مہابھارت میں جب کوروؤں نے لاکھ کا گھر بنا کر پانڈوؤں کو اس کے اندر پھونک دینا چاہا تو درو جی نے یدھشٹر کو عربی زبان میں بتایا

اور یہ حضرات نے اسی عربی زبان میں ان کو جواب دیا۔

سلاطینِ یمن کی فتوحات ہند میں | یمن کی حکومت، دنیا کی قدیم ترین اور متمدن حکومت ہے، یہاں کے آثار حضرت ہوؑد (پیغمبر) کے عہد سے ملتے ہیں، مؤرخین کا بیان ہے کہ پہلی مرتبہ یمن میں حضرت ہوؑد کے بیٹے "قحطان بن ہود" آئے ہیں۔ ان کے بعد "یعرب بن قحطان" کے زمانے سے وہاں آبادی شروع ہوگئی۔ ان ہی کے زمانہ میں کانوں سے چاندی برآمد کی گئی اور پہاڑوں کو کھود کر عقیق اور مختلف قسم کے جواہرات نکالے گئے[1] یعرب بن قحطان کے بعد اس کا بیٹا یشجب اپنے باپ کا وارث ہوا، لیکن اس وقت تک حکومت کا کوئی تخیل نہ تھا۔ البتہ سبأ بن یشجب (عبد شمس) کے زمانے سے یہاں حکومت کی بنیاد پڑتی ہے۔ جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے[2]:-

اول من بعد من ملوك اليمن سبأ بن يشجب بن يعرب بن قحطان، واسمه عبد شمس۔	یمن کے بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ "سبا بن یشجب" کو کہا جاتا ہے۔ جس کا نام عبد شمس تھا۔

"عبد شمس" کے بعد اس کا بیٹا "حمیر بن سبأ" تخت پر بیٹھا، یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے سر پر سونے کا تاج رکھا اور متوج کے لقب سے مشہور ہوا[3]۔

حمیر بن سبأ کے بعد اس کا بیٹا وائل بن حمیر، پھر سکسک بن وائل یکے بعد دیگرے تخت پر بیٹھے۔ ان تینوں کے بارے میں "وہب بن منبہ" کا بیان ہے کہ وہ خشکی کے راستہ سے ہندوستان آئے اور یہاں فتوحات حاصل کیں، چنانچہ "حارث بن ہمال" کے ذکر میں وہ لکھتا ہے[4]:-

وكان قد غزاها قبله ثلاثة من الملوك على البر من جبال حران (خراسان) وارض التبت حتى وصلوا اليها وهو	(حارث بن ہمال) سے قبل اسی سلسلے کے تین بادشاہ خشکی کے راستے سے جبال حران اور تبت کی طرف سے ہندوستان جاکر جنگ کرچکے تھے وہ عبد شمس بن سبا

[1] وہب بن منبہ: کتاب التیجان (ص ۳۳) [2] مروج الذہب (۲: ۳۰) [3] ایضاً
[4] کتاب التیجان (ص ۷۹)

عبدشمس بن سبا و بعدہ ابنہ وائل بن حمیر و بعدہ ابنہ السکسک بن وائل، فکان خراجھو الذی اجردہ علی الھند جمیع ھذہ الطرائف یطرفونھو بھا -

اور اس کے بعد اس کا بیٹا وائل بن حمیر اور سکسک بن وائل ہیں اس کا خراج جو انھوں نے ہندستان پر جاری کیا تھا۔ یہی عجیب عجیب چیزیں تھیں جو وہ برابر یمن بھیجتے رہتے تھے۔

حارث بن ہمال | تبابعۂ یمن کے سلسلہ کا پہلا بادشاہ ہے جو "حارث الرائش" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ پہلی مرتبہ بحری راستے سے ہندوستان آیا اور یہاں کے کچھ حصّوں کو فتح کیا۔ اس کا محرک ہندوستان کے وہ تحفے اور نادراشیا تھیں جو ہندوستان سے یمن آتی تھیں۔ وہب بن منبہ اس کے تذکرہ میں لکھتا ہے[1]

فلما اتت الھدیۃ من قبل الھند الی ذی مراثد ورأی مارأی من عجائب الھند تطلّعت نفسہ الی غزوھا فغبی الجنود وجمع العساکر واظھر انہ یرید المغرب فی البحر واعد السفن ... قال وھب ... فلما امکن لذی مراثد الرائش جواز البحر راکب وقدم بین یدیہ رجلاً من حمیر یقال لہٗ یعفر بن عمرو فسار یعفر حتی دخل ارض الھند وتبعہ الرائش ذومراثد فقاتل اھل الھند یعفر حتی اتاہ الرائش فغلب علیھو فقتل المقاتلۃ لہ وسبی الذریۃ وغنو الاموال ورجع الی الیمن من جھۃ ملطع الشمس وکان طریقہ

جب ہندوستان سے اس کے پاس ہدیے آئے اور وہاں کی عجیب عجیب چیزوں کو اس نے دیکھا تو اس کو فتح کرنے کا خواہش مند ہوا، اس کے لئے اس نے لشکر تیار کیا اور فوجیں جمع کیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ سمندری راستے سے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کر رہا ہے اور کشتیاں تیار کرائیں ... وہب کا بیان ہے حارث رائش پر جب بحری سفر کے امکان روشن ہوگئے تو فوراً سوار ہوگیا اور بنی حمیر کے ایک شخص یعفر بن عمرو کو رہنمائی کے لئے اپنے ہمراہ لیا۔ یعفر آگے آگے روانہ ہوگیا یہاں تک کہ ہندوستان کی حدود میں داخل ہوگیا رائش ذومراثد اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ یعفر نے وہاں پہنچتے ہی جنگ شروع کردی۔ اتنے میں رائش بھی

---

[1] کتاب التیجان (ص ۷۹)

مدينة الصغد وهي سمرقند وخلف يعفر بن عمرو في اثني عشر الفاً في مدينة بناها الرائش فلم يقدر اهل الهند يقيمون اسمها تسموها الرائد فهي مدينتهم اليوم وبها ملكهم۔

اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس جنگ میں یعفر کو فتح حاصل ہوئی۔ حارث رائش نے وہاں ایک شہر کی بنیاد ڈال اور اپنے نام (رائش) پر اس کا نام رکھا لیکن اہل ہند اس کے نام کو قائم نہ رکھ سکے اور بگاڑ کر "رائد" کردیا یعفر کثیر مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر سمرقند کے راستے سے یمن کو واپس ہوا اور اپنے بارہ ہزار آدمیوں کو اس شہر میں چھوڑا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ شہر آج بھی اہل ہند کا شہر ہے اور وہاں ان کی حکومت ہے۔

اس کے بعد مؤلف نے "نوفل بن سعد" کے حسب ذیل اشعار نقل کئے ہیں جن میں رائش کی فتح ہند کا تذکرہ ہے۔

من ذا من الناس له مالنا ... من عارب في الناس او اعجمي

سار بنا الرائش في جحفل ... مثل مفيض السيل كالانجم

يوما الا رض الهند يسمو لها ... تجري بها الامواج كالضيغم

فاول الغابة قاموا بها ... واستسلموا للفيلق المظلم

في بحرها المنثور سام به ... يوم امام الملك المعلم

بغيرها يعفر اذ جاءها ... يا جند اذ لك من مقدم

فضج الهند له وقعة ... هدت قواه بالقنا الصيلم

وانغض الرائش املاكها ... وآب بالخيرات والانعم

فالدر والياقوت يجبى له ... والخز والابكار في الموسم[1]

یہاں سے مؤلف کا بیان ہے[2] کہ حارث رائش جب واپسی میں جبال خراسان تک پہونچا تو اہل

---

[1] یہ اشعار اخبار عبید بن شریہ الجرہمی میں بھی قدرے لفظی تغیر کے ساتھ ملتے ہیں مگر اس میں شاعر کا نام بجائے "نوفل بن سعد" کے "یونس بن سعد" ہے [2] کتاب التیجان (ص ۷۹)

آرمینیہ، ہندوستان کے واقعات کو سُن کر اس سے خائف ہوئے اور انھوں نے ہدیہ کے طور پر اس کے پاس کچھ بیش قیمت ملبوسات اور دوسری نادر اشیاء بھیجیں۔ حارث رائش نے ان کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور آرمینیہ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اس موقع پر اس نے شمر بن العطاف کو ایک لاکھ فوج دیکر آگے آگے روانہ کیا اور خود اس کے پیچھے ہولیا۔ اہل آرمینیہ نے اپنے امکان بھر دفاع کیا لیکن اس کی کثیر فوج کا مقابلہ نہ کرسکے اور شکست کھائی۔ وہاں سے واپسی میں جب آذربیجان پہونچا تو وہاں دو بڑے بڑے پتھروں پر اس نے حمیری رسم الخط میں اپنا نام اور حسب ذیل اشعار کندہ کرائے

یاجابیا خرج خراسان — ملجا فی ارض حیران
فتحت ارض الهند مستأثرا — بیعفوا الاول والثانی
یتبع قرن الشمس ان اشرقت — حتی بدا نور الضحی فانی
سام علی البیت مستعجلا — مفتحها ارض اذربیجان
سینقضی الرائش بعد الذی — ثال ویبقی الناس فی شان

راوی کا بیان ہے کہ ان پتھروں پر یہ اشعار اور عبارت آج بھی لکھی ہوئی ہے۔

ذوالقرنین: مؤرخین کا بیان[1] ہے کہ تبابعۂ یمن میں سطوت و شوکت اور عظمت و جلال میں اس کی مثل کوئی نہ تھا۔ اس کا تخت ٹھوس سونے کا تھا جس پر یاقوت، زمرد اور زبرجد جڑے ہوئے تھے۔ اسلامی روایات کی بنا پر اس کی ملاقات خضر پیغمبر سے بھی ہوئی جن کی مدد سے وہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچا اور بڑے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔ قرآن مجید نے جہاں عہد عتیق کے دوسرے واقعات بیان کئے ہیں ان ہی میں ذوالقرنین کا قصہ بھی ہے۔ اس کی شہرت عربوں میں قدیم زمانے سے تھی اور اسلام آنے کے بعد بھی اس کا تذکرہ زبانوں پر تھا۔

عام طور سے سکندر رومی اور ذوالقرنین کو ایک ہی شخصیت سمجھا جاتا ہے۔ یہ خیال کچھ لوگوں کا اس وقت بھی تھا جب اسلام آیا ہے اور آنحضرت صلعم سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے لیکن دراصل یہ دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں اور یہی اسلامی نقطۂ نظر ہے حضرت ابن عباسؓ سے

[1] کتاب التیجان (ص ۱۱)

جب ذو القرنین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:[1]

هو من حمير وهو الصعب بن ذی مراثد هو الذی مکن الله له فی الارض وآتاه من کل شئ سببا فبلغ قرنی الشمس وداس الارض وبنی السد علی یاجوج وماجوج

ذو القرنین، حمیر کی نسل سے تھے اور وہ "صعب بن ذی مراثد" ہے۔ یہ وہی ہے جس کو اللہ نے زمین پر تمکین عطا کی تھی اور ہر چیز کا سبب اس کے ہاتھ میں دیدیا تھا جس کے بعد وہ سورج کے دونوں قرن تک پہنچ گیا تھا اور طے ارض کیا اور سد یاجوج وماجوج تعمیر کی

اس پر لوگوں نے ان سے پوچھا: تو پھر "اسکندر رومی کون ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اسکندر رومی ایک مرد صالح اور حکیم تھا۔

یہی بیان ذوالقرنین کے بارے میں کعب احبار اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا ہے۔ کعب احبار نے تو دونوں کا شجرۂ نسب بھی الگ الگ بتایا ہے اور پرزور طریقہ سے اس کی تردید کی ہے کہ سکندر اور ذوالقرنین ایک ہی شخصیت ہے۔

ذوالقرنین کی ہند میں آمد وہب بن منبہ اس کی فتوحات کے ذیل میں لکھتا ہے:[2]

ثم سار علی البر الی ارض الصین فلقی السند وهو من بنی حام بن نوح فقاتلهم فغلب علیهم وقتل من قتل، ثم دخل ارض الهند، والهند اخوة السند من بنی حام بن نوح فقاتلهم فغلب علیهم وعلی جمیع ارض الصین ثم رجع الی ارض بابل. الخ

پھر وہ (ذوالقرنین) خشکی کے راستے سے چین کی طرف بڑھا وہاں سندیوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی جو حام بن نوح کی اولاد ہیں ذوالقرنین نے ان سے جنگ کی اور غالب آیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا، اس کے بعد سرزمین ہند میں داخل ہوا اور اہل ہند بھی حام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور سند کے بھائی ہیں ذوالقرنین نے ان سے بھی جنگ کی اور ان پر اور تمام چین پر غلبہ حاصل کیا۔

اس کی تائید نعمان بن الاسود بن المعترف بن عمرو بن یعفر بن سکسک المقعقع کے حسب

[1] التیجان (ص ۱۱۰) [2] التیجان۔

ذیل مرثیہ سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ذوالقرنین کی وفات پر لکھا تھا۔ ان اشعار میں جہاں اس کے دیگر کارناموں کا تذکرہ ہے وہاں ہندوستان کا بھی ذکر ملتا ہے۔

بخنو قرا قرا مسی رهینا — اخوالایام والدهر الهجان
لئن امست وجوه الدهر سودا — جلین بذاك للملك اليمانی
لقد صحب الردی الفین عاما — ولاقاه الحمام علی ثمان
اذا جاوزت من شرفات جو — وسرت بايلك برقة احوحان
وجاورت العقيق بارض هند — الی الصوبات والنخل الدوانی
هناك الصعب ذوالقرنین ثاو — ببطن تنوفة الحزيين عانی

یاسر ینعم | ذوالقرنین کے بعد تبابعۂ یمن میں فاتح ہند کی حیثیت سے "یاسر ینعم" کا نام نظر آتا ہے جو اخبار یمن کے قول کی بنا پر حضرت سلیمان بن داؤد کے چالیس سال بعد ہوا ہے[۱]۔ اس کا پورا نام حسب ذیل ہے۔

"مالک بن یعفر بن عمرو بن حمیر بن الیاب بن عمرو بن زید بن یعفر بن سکسک بن وائل بن حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان"۔

یاسر ینعم نے ان تمام ممالک پر دوبارہ قبضہ کیا جو تبابعۂ یمن نے اپنے زور بازو سے فتح کئے تھے۔ اس سلسلہ میں وہ ہندوستان بھی آیا ہے جس کا ذکر وہب بن منبہ نے اس طرح کیا ہے[۲]۔

فلما فصل یرید ارض التبت — (طبرستان پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد) جب وہ یہاں سے چلا تو
الی الصین وارض الهند، بسار — چین کی طرف سے ہو کر تبت اور ہند کا ارادہ کیا اس کے بعد کبیر
بنهاوند ودینور ومات فدفنه — وہ نہاوند اور دینور کی طرف متوجہ ہوا یہاں پہنچ کر اس کا انتقال
شمر ابنه وولی الملك بعده[۳]۔ — ہو گیا اور اس کے بیٹے شمر نے اسکو دفن کیا جو بعد میں اسکی جگہ تخت پر بیٹھا۔

شمر یرعش بن یاسر ینعم | تاریخ میں اس کو "تبع الاکبر" کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں وہب کا بیان ہے[۴]

---

[۱] التیجان (ص ۲۱۹) [۲] ایضاً (ص ۲۲۱) [۳] ایضاً ص ۲۲۲-۲۲۳) [۴] ایضاً

کہ یہ فتوحات کرتا ہوا چین تک پہنچ گیا تھا۔ وہاں نفیر ہندی سے اس کا مقابلہ ہوا لیکن بعد میں صلح ہو گئی اور نفیر کی خواہش پر اس کے بیٹے جلہم بن نفیر کے سر پر تاج رکھا۔ اس واقعہ کی تائید میں حسب ذیل اشعار بھی اس نے نقل کئے ہیں جو بانی بن قطن بن ہمدان بن مالک بن منتاب حمیری کے نام سے ہیں۔

ایها السائل الحوادث جهلا ۔۔۔ ها سألت الزمان عن شمر عش

ملك اطلا الجبال فذلت ۔۔۔ واطاعته حيث يمشي فتمشي

قاد بالصين من تهامة حتى ۔۔۔ ترك الهند بين بهش ونهش

كاد نفير حين كاد ولى ۔۔۔ ترك الجيش بين قفر وعطش

لم يهب للزمان صرفا فاعطاه ۔۔۔ مقاليده على غير غش

وردت خيله نهرا وندنستقي ۔۔۔ اهلها المرهفات عن سم رقش[1]

اسعد ابوکرب الاوسط | اس کے بارے میں مورخین لکھتے ہیں کہ احبار یہود کی زبانی اس کو یہ پیشین گوئی معلوم ہو گئی تھی کہ آخر زمانہ میں قریش سے ایک نبی ظاہر ہوگا چنانچہ وہ آپ پر ایمان لے آیا تھا مسعودی نے بھی اس کا ذکر زمانۂ فترت کے موحدین میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا زمانہ پیغمبر اسلام کی بعثت سے سات سو سال قبل کا تھا۔ عبید بن شریۂ جرہمی نے اس کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں جن میں حسب ذیل اشعار وہ ہیں جن میں اس کی فتح ہند کا ذکر ہے۔

سيذكر قومي بعد موتي رقائعي ۔۔۔ وما فعلت قومي بقيس افاعلا

---

[1] التیجان (ص ۲۳۹)۔ اس موقع پر وہب نے ایک طول طویل روایت نقل کی ہو جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفیر ہندی جب مقابلہ میں کامیاب نہ ہوا تو اپنے ناک کان کاٹ کر شمر کے پاس آگیا اور اس سے اپنی قوم کی شکایت کی کہ میں نے اس سے آپ کی اطاعت کے لئے کہا تھا جس کے نتیجہ میں اس نے میرا یہ حال بنایا تبع نے اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور اپنے مخصوصین میں بنا لیا۔ نفیر اس کے لشکر کو لے کر ایک لق ودق بیابان میں لے گیا جہاں دور دور تک پانی کا نام نہ تھا اب اس کا فریب شمر پر کھل گیا لیکن نفیر پاؤں پر گر گیا اور اس سے معافی چاہی۔ مذکورہ اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وما دوخت ارض الیمامة بالقنا — وما صبحت فیها تمیما و وائلا
ونلت بلاد السند والهند کلها — وفی الصین صیرتنا نقیبا و عاملا[1]

رب هم مورق بعد نوم — غیرما باطل ولکن بجد
یا بنی مازن فوارس معد — سرنی ما فعلتم فی معد
اذ اثرتم مع الحجاج عجاجا — وانتضیتم لها صفائح هند[2]

وقسمنا بنی خزیمة بالجند وکل عبد لنا وابن عبد
ثم احدثت بالشقر ارضا — وحبانا نحلها الناس بعدی
ثم دوخت ارض فارس طرا — وقبا ذا وارض هند وسند[3]

یا ذا معاهرنا اسراك تزود — أقذی بعینك عارضا ام عود
منع الرقاد فما اغمض ساعة — نبط بیثرب آمنون قعود
والهند والسند اصطلیت بنارها — وبحرها من بعد ذاك جمود[4]

ملکنا الانام فدانوا لنا — اذل من النعل تحت القدم
ودانت لنا السند فی ارضها — ودانت لنا الهند بعد الوهم

ہند کے بادشاہ "زارح" کا بنی اسرائیل پر حملہ

یعقوبی لکھتا ہے[5] کہ "برہمن" کے بعد طویل زمانے تک ہندوستان کے نظام حکومت میں ابتری رہی۔ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں تقسیم ہو گئے اور ہر

---

[1] اخبار عبید بن شریہ (ص ۴۴۰) [2] ایضاً (ص ۴۴۲) [3] ایضاً (ص ۴۴۸)
[4] ایضاً (ص ۴۵۶) [5] تاریخ یعقوبی (۱: ۸۷)

جماعت نے اپنی الگ حکومت قائم کرلی جس کے نتیجے میں دوسرے ملک کے بادشاہوں نے ان پر حملے کرنا شروع کردیئے۔ یہ دیکھ کر ان لوگوں کو یہ خوف ہوا کہ کہیں ہمارا ملک کمزور نہ ہوجائے اس لئے سب نے مل کر زارح کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس نے بہت جلد بگڑی ہوئی حالت کو سنبھال لیا اور اتنی طاقت پیدا کرلی کہ ایک کثیر فوج لے کر بابل کی طرف بڑھ آیا۔ پھر یہاں سے بنی اسرائیل کی حدود میں قدم رکھا۔ اس کے بعد اس کا بیان ہے :-

وھو الذی غزا بنی اسرائیل بعد ان مات سلیمان بن داؤد بعشرین سنۃ وملک اسرائیل یومئذٍ رحبعم بن سلیمان فضجت بنو اسرائیل الی اللہ تعالیٰ فسلّط اللہ علی زارح وجیشہ الموت فانصرف الی بلدہٖ۔	یہ وہی زارح ہے جس نے حضرت سلیمان بن داؤد کے انتقال کے بیس سال بعد بنی اسرائیل پر چڑھائی کی، اس زمانے میں ان کا بادشاہ رحبعم بن سلیمان تھا بنی اسرائیل نے اللہ سے نصرت کی دعا کی، پس اللہ نے زارح اور اس کے لشکر پر موت کو مسلط کردیا اور رحبعم اپنے شہر کو پلٹ آیا۔

ابن اثیر نے اس واقعے کو اس طرح نقل کیا ہے[1]:

حضرت سلیمان بن داؤد کے بعد رحبعم بن سلیمان تخت پر بیٹھا، جس نے سترہ سال حکومت کی، اس کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل مختلف جماعتوں میں تقسیم ہوگئے، اور "افیا بن رحبعم" کسی طرح تخت پر قابض ہوگیا۔ یہ دین موسوی سے منحرف تھا، اس لئے اس کے زمانے میں بنی اسرائیل بُت پرستی کی طرف مائل ہوگئے اور فسق و فجور عام ہوگیا۔ افیا نے تین سال حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا "اسا بن افیا" تخت نشین ہوا۔ یہ اپنے باپ کے برخلاف دین موسوی پر سختی کے ساتھ عامل تھا۔ اس نے لوگوں کو فسق و فجور سے باز رکھنے کی کوشش کی اور جو لوگ بت پرستی کرتے تھے ان کو اپنی قلمرو سے نکال دیا۔ یہاں تک کہ اپنی ماں کے بارے میں بھی جب اس کو یہ خبر پہونچی کہ وہ بتوں کی پرستش کرتی ہے تو اس کو بھی نکال دیا۔ اس کی اس سختی پر شام کے کچھ لوگ

---

[1] تاریخ الکامل (۱: ۸۶)

ہندوستان آگئے ۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ "زارح" تھا۔ انھوں نے اس کو "اسا" کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور اپنے ملک کی تمام کمزوریوں پر اس کو مطلع کر دیا۔ زارح نے پہلے تو وہاں اپنے جاسوس بھیج کر بطور خود حالات کا جائزہ لیا، جب اطمینان ہو گیا تو ایک کثیر لشکر لے کر سمندری راستے سے شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسا کو جب اس کے آنے کی خبر پہونچی تو مسجد اقصیٰ میں جاکر تضرع و زاری میں مصروف ہو گیا اور نصرت دین کے لئے اللہ سے دعا کی۔ زارح نے ساحل سمندر پر لنگر ڈال دیا اور بیت المقدس کی طرف چل پڑا۔ دو منزلوں کے بعد جب اس کا لشکر آبادی میں پھیلنا شروع ہوا تو بنی اسرائیل اس کی کثرت کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے اور سب نے یہ طے کر لیا کہ زارح کی اطاعت کر لی جائے لیکن اسا نے ان کو سمجھایا اور کہا کہ اللہ نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کر لیا ہے اور اس کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسا اپنا مختصر سا لشکر لے کر "زارح" کے مقابلہ کو نکل آیا۔ زارح نے جب ان مٹھی بھر آدمیوں کو دیکھا تو کہنے لگا: میں نے ناحق اتنا لشکر جمع کیا اور اتنا روپیہ صرف کیا۔ غرضکہ زارح اپنی فوج کو لے کر اسا کے مقابلہ کو گیا اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ تیر چلانا شروع کریں اس موقع پر اسلامی روایات کی بنا پر ملائکہ کی فوج نے اسا کی مدد کی اور زارح کی فوج خود اپنے ہی تیروں کا نشانہ بن گئی۔ یہ دیکھ کر زارح پر ہیبت چھا گئی اور اپنے اتباع کو جمع کر کے کہا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی جادو ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم کو ہلاک کر دے۔ اس کے بعد زارح نے دیکھا کہ ایک کثیر لشکر تلواریں لئے بڑھا چلا آرہا ہے۔ اس کو دیکھ کر زارح پر اور زیادہ ہراس طاری ہوا اور اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ اس حملہ میں اس کی فوج کا ایک ایک آدمی قتل ہو گیا اور صرف زارح اور اس کے کچھ ساتھی باقی بچے۔ یہ دیکھ کر زارح نے راہِ فرار اختیار کی اور کشتی میں سوار ہو گیا، لیکن کشتی جب بیچ دریا میں پہونچی تو ایک موج ایسی اٹھی کہ اس نے اس کشتی کو غرق کر دیا اور زارح اور اس کے معدودے چند ساتھی سب ہلاک ہو گئے۔

(باقی)